فکر و نظر.......... اسلام آباد   جلد: ۴۶   شمارہ: ۲،۱

قرآن بحیثیتِ مأخذِ سیرت اور ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفیؒ

حافظ مبشر حسین

خلاصۂ مضمون

زیر نظر مقالہ میں سیرت کے مآخذ و مصادر کا عمومی اور ان مآخذ میں سے قرآنی مأخذ کا خصوصی جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی صاحبؒ کی سیرت نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے جنہوں نے قرآنی مأخذ کی روشنی میں سیرت پر درج ذیل تین مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں:

۱۔ حیات محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفیؒ، کراچی: دادا بھائی فاؤنڈیشن، طبع اول ۱۹۹۰ء، طبع ثانی ۲۰۰۶ء، کراچی: دارالاشاعت۔

۲۔ مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، وہی مصنف، کراچی: دارالاشاعت، طبع اول ۲۰۰۵ء۔

۳۔ اخلاقِ محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، وہی مصنف۔ یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی، تاہم اس کے جملہ مباحث 'السیرۃ' (کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز) کے شماروں (۱۵ تا ۲۰) میں چھ قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

زیر نظر مضمون کے نصف اول میں زیر بحث موضوع پر اصولی بحث کی گئی ہے اور نصف آخر میں اس اصولی بحث کے پس منظر میں سید کشفی صاحبؒ کی سیرت نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔

سیرتِ نبویہؐ کے مآخذ و مصادر

جس طرح ہر علم و فن کے کچھ مآخذ ہوتے ہیں جن میں کچھ اصلی، کچھ تکمیلی یا جزوی ہوتے ہیں، اسی طرح سیرت کے بھی کچھ مآخذ ہیں، مثلاً:

۱۔ قرآن مجید

۲۔ کتب احادیث

۳۔ کتبِ سیرت (جن میں عمومی سیرت کے علاوہ شمائل، دلائل اور خصائص وغیرہ سبھی انواع کی کتابیں شامل ہیں)۔

۴۔ کتبِ تاریخ (جن میں تاریخ عرب، تاریخ حرمین، تاریخ اسلام وغیرہ جیسی سبھی کتابیں شامل ہیں)،

۵۔ کتبِ ادب و شعر
۶۔ کتبِ تراجم
۷۔ کتبِ بلدان وغیرہ۔(۱)

صحت و استناد کے لحاظ سے ان سب مآخذ کا درجہ ظاہر ہے ایک ہی نہیں ہو سکتا، چنانچہ بعض اہل علم نے غور و فکر اور تحقیق کے بعد ان مآخذ کو دو حصوں یعنی مآخذ اصلیہ اور مآخذ تکمیلیہ میں تقسیم کر دیا ہے۔ گو کہ حد تقسیم میں جزوی اختلاف بھی پایا جاتا ہے، تاہم درج ذیل مآخذ کے مآخذ اصلیہ ہونے میں تقریباً سبھی اتفاق کرتے ہیں:

۱۔ قرآن مجید
۲۔ کتبِ احادیث
۳۔ کتبِ سیرت (ثانوی کتب سیرت اس میں شامل نہیں)۔(۲)

واضح رہے کہ ان میں صحت و استناد کے لحاظ سے سب سے پہلا درجہ قرآن مجید کا ہے، بقیہ دو مآخذ درجے اور صحت میں لامحالہ اس کے بعد ہیں۔ ذیل میں ہم ان تینوں مآخذ کے حوالے سے نہایت اختصار سے ایک نظر ڈالتے ہوئے اپنے موضوع کی طرف بڑھیں گے۔

۱۔ قرآن مجید

قرآن مجید کا تواتر کے درجہ میں ثابت ہونا چونکہ مسلمانوں کے ہاں ایک اجماعی مسئلہ ہے، اس لیے ظاہر ہے قرآن مجید جس میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کے بہت سے پہلو بیان ہوئے ہیں، سیرت کے مآخذ میں سب سے مستند مأخذ قرار پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت یا مآخذ سیرت پر لکھنے والوں نے صحت و استناد کے لحاظ سے قرآن مجید ہی کو بلااختلاف پہلا درجہ دیا ہے (۳)۔

قرآن مجید میں سیرت کے کن حصوں کا کس قدر بیان ہے، یہاں اس کی تفصیل ممکن ہے نہ ہمارا مطلوب، تاہم اختصار کے ساتھ ہم یہاں یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی یتیمی، قبلِ بعثت کی پاک صاف زندگی، آغازِ وحی، نزول وحی، ختم نبوت، کفار سے دشمنی کی وجہ، غیر مسلموں کو دعوت دین اور اس کا اسلوب، دشمنوں سے جنگیں، یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے تعلقات کی نوعیت، منافقین کے ساتھ برتاؤ، صحابہ کے ساتھ آپ کا طرز عمل، دین پر ثابت قدمی، صبر و شکر اور دیگر اخلاق حسنہ وغیرہ کے حوالے سے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔(۴)

۲۔ کتبِ احادیث

نبی کریم ﷺ کی سیرت کی بیشتر تفصیلات آپ کے صحابہ کے ذریعے آگے روایتاً امت کو منتقل ہوئی ہیں۔ ان روایات کا ایک قابل ذکر حصہ محدثین کے ہاں (کتبِ احادیث میں) ملتا ہے، مثلاً دیکھیے:

۱۔ صحیح بخاری میں: کتاب الجہاد والسیر، کتاب المناقب، کتاب المغازی۔
۲۔ صحیح مسلم میں: کتاب الجہاد والسیر، کتاب الفضائل۔
۳۔ سنن ابی داؤد میں: کتاب الجہاد، کتاب السنۃ، کتاب الادب۔
۴۔ سنن ترمذی میں: ابواب السیر عن رسول اللہ ﷺ، ابواب فضائل الجہاد عن رسول اللہ ﷺ، ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ۔
۵۔ سنن نسائی میں: کتاب الجہاد۔
۶۔ سنن ابن ماجہ میں: کتاب الجہاد۔
۷۔ مؤطا امام مالک میں: کتاب الجہاد اور کتاب الجامع کے چند ابواب۔

یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ محدثین نے سیرت سے متعلقہ روایات کی قبولیت میں بھی اپنے اسی معیار کو مدنظر رکھا ہے جو روایاتِ حدیث کی قبولیت کے سلسلہ میں ان کے پیش نظر رہا ہے۔

۳۔ کتبِ سیرت

کتبِ سیرت سے ہماری مراد وہ کتب ہیں جن میں خاص سیرت ہی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ عمومی سیرت ہے یا سیرت کا کوئی خاص جزو۔ کتبِ سیرت میں کچھ خاص مغازی کا احاطہ کرتی ہیں، کچھ شمائل مصطفیٰ ﷺ کا، کچھ دلائل نبوت کا، کچھ خصائص نبوت کا اور کچھ بعض اور پہلوؤں کا۔ (۵)

مآخذِ سیرت سے استفادہ کا طریق

اس سلسہ میں علامہ شبلیؒ نے گیارہ اصول پیش کیے ہیں، جن میں سے پہلے چار زیادہ اہم اور جامع حیثیت رکھتے ہیں، وہ یہ کہ:

۱۔ سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں، پھر احادیثِ صحیحہ میں، پھر عام احادیث میں کرنی چاہیے، اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے۔

۲۔ کتبِ سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کی روایات و اسناد کی تحقیق لازم ہے۔

۳۔ سیرت کی روایتیں بہ اعتبار پایۂ صحت، احادیث کی روایتوں سے فروتر ہیں۔ اس لیے بصورت اختلاف احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔

۴۔ بصورتِ اختلافِ روایاتِ احادیث، رواۃ اربابِ فقہ و ہوش [کذا] کی روایات کو دوسروں پر ترجیح ہو گی۔(۶)

صرف قرآن سے ترتیبِ سیرت کا مسئلہ

قرآن مجید سیرت کا سب سے مستند مأخذ تو ضرور ہے، جیسا کہ پیچھے ہم نے ذکر کیا مگر کیا سیرت کے دیگر مآخذ سے صرفِ نظر کر کے صرف قرآن ہی کی روشنی میں سیرت پر ایک جامع اور مکمل کتاب تصنیف کی جا سکتی ہے؟

یہ ایک اہم سوال ہے اور ہمارے خیال میں غالبًا فتنۂ انکارِ حدیث کے بعد اس سوال کی اہمیت میں اضافہ ہوا اور حدیث کی اہمیت کو تسلیم کرنے والے اور اس کی ضرورت و اہمیت سے صاف انکار کرنے والے دونوں حلقوں نے اس کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔ مؤخر الذکر حلقہ چونکہ حدیث کی صحت و استناد کو مشکوک قرار دیتا ہے، اس لیے لامحالہ سیرت کے بیان میں وہ کتب حدیث اور ضمناً کتبِ سیرت سے استفادہ کی ضرورت کو معاذ اللہ لغو خیال کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں اس حلقہ کے مشہور صاحب قلم جناب غلام احمد پرویز صاحب(۱۹۰۳۔۱۹۵۸ء) کی کتاب ''معراج انسانیت'' ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

جب کہ دوسرا حلقہ جو اگرچہ حدیث و سنت کی ضرورت و اہمیت کا قائل ہے، مگر چونکہ قرآن کے علاوہ سیرت کے دیگر مآخذ میں صحیح و مستند روایتوں کے پہلو بہ پہلو ضعیف اور موضوع قسم کی روایتوں کے بھی انبار ہیں، بلکہ ایسی روایتیں بھی ہیں جن کا قرآن مجید سے تضاد و تعارض بالکل نمایاں ہے، اس لیے غالبًا یہ حلقہ صحیح و مستند روایتوں کی چھان پھٹک میں پتہ ماری سے بچنے کے لیے اسی میں عافیت سمجھتا ہے کہ سیرت کو قرآن ہی سے مرتب کر لیا جائے۔ تاکہ سیرت بھی مرتب کر لی جائے اور اس کا درجہ استناد بھی نہایت محکم رہے۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے؟ اس سلسلہ میں لکھی گئی اکثر و بیشتر کتابوں کے مطالعہ کی روشنی میں اس سوال کا جواب نفی میں ہے، جیسا کہ آئندہ تفصیل سے معلوم ہو گا۔

ابوالکلام آزادؒ کا نقطۂ نظر

ابوالکلام آزادؒ گو کہ حدیث و سیرت کی امہات کتب کی اہمیت کو یقینی طور پر تسلیم کرتے تھے(۷)، مگر اس کے باوجود آپ اس بات کی ضرورت محسوس کرتے تھے کہ قرآن حکیم کی روشنی میں سیرت پر جامع کتاب مرتب کی جائے۔ چنانچہ اپنی اس رائے کا اظہار کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

لوگوں نے حیات و سیرت طیبہ حضرت ختم المرسلین ﷺ پر اس حیثیت سے بہت کم نظر ڈالی ہے کہ اگر روایات و دفاترِ تاریخی سے قطع نظر کر لیا جائے اور صرف قرآن حکیم کو سامنے رکھا جائے تو آپ کی سیرت و حیات پر کیسی روشنی پڑتی ہے اور جس طرح قرآن اپنی کسی بات میں اپنے غیر کا محتاج نہیں، اسی طرح اپنے حامل و مبلغ کے وجود و حیات کے بیان میں بھی خارج کا محتاج ہے یا نہیں؟ اصحابِ سیر و محدثین کرام نے فضائل و مدائح منصوصہ قرآنیہ کے تو باب باندھے ہیں مثلاً قاضی عیاض نے ''شفا'' کے متعدد ابواب میں قرآنِ حکیم کی آیات متعلق فضائل و مدائح جمع کی ہیں، لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے، آج تک کبھی اس کی کوشش نہیں کی گئی کہ صرف قرآن حکیم میں دائرۂ اسناد و اخذ محدود رکھ کر ایک کتاب سیرت میں مرتب کی جائے۔ (۸)

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنی اس رائے کا اظہار مولانا شبلی نعمانیؒ کے سامنے بھی کیا، مگر انہوں نے مولانا آزادؒ کی رائے کو خاص وزن نہ دیا جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

''جس زمانے میں مولانا شبلی نعمانیؒ سے سیرت نبویہؐ کے بارے میں تذکرے رہتے تھے تو ایک مرتبہ مجھے اس کا خیال ہوا تھا۔ میں نے کہا، آپ سیرت میں ایک خاص باب یا سیرت کا ایک خاص حصہ اس عنوان سے قرار دیجیے ''قرآن و سیرت محمدیہؐ'' اور اس میں صرف آیات قرآنیہ کو بہ ربط و ترتیب جمع کر کے دکھلایئے کہ خود قرآن سے کہاں تک آپ کی شخصیت اور آپ کے وقائع و ایام معلوم ہو سکتے ہیں؟...... بہرحال انہوں نے اس خیال پر بہت ہی پسندیدگی ظاہر کی، مگر وہی اپنی عادت کے مطابق اظہار شک و نا امیدی کہ اتنا مواد صرف قرآن سے کہاں نکل سکتا ہے، سیرت کا ایک باب مرتب ہو سکے! لیکن جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا: اچھا تم اگر یہ ٹکڑا مرتب کر دو تو سیرت کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔ آخری یکجائی دہلی میں ہوئی تھی۔ اس وقت انہوں نے کہا: اب مجھ کو خیال ہوتا جاتا ہے کہ یہ ممکن ہے اور بہت ہی اہم چیز ہو گی''۔(۹)

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر علامہ شبلیؒ اس سلسلہ میں یہاں تک آمادہ ہو گئے تھے تو انہوں نے اپنی شاہکار تصنیف ''سیرت النبیؐ'' میں اس سلسلہ میں پیش رفت کیوں نہ کی؟!

ہماری رائے میں مولانا آزاد جیسی عبقری شخصیت کے مذکورہ بالا دعویٰ میں مبالغہ آمیزی کا عنصر غالب دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے کہ سیرت کی جامع تصویر قرآن مجید کی روشنی میں مرتب کرنا ممکن ہی نہیں ہے، کیوں کہ قرآن مجید نہ تاریخ کی کتاب ہے اور نہ سیرت و سوانح کی۔ جن لوگوں نے بظاہر اس کے امکان کا دعویٰ کیا ہے اور اس سلسلہ میں کچھ قلم آزمائی کی ہے، وہ بھی اپنے اس دعوے کو عملاً پورا کرنے میں ناکام ہی رہے ہیں، جیسا کہ آئندہ عنوان کے تحت بیان کردہ تفصیلات سے واضح ہو گا۔

قرآن کی روشنی میں لکھی گئی چند کتبِ سیرت

۱۔ **سيرة الرسول ﷺ -- صور مقتبسة من القرآن الكريم وتحليلات و درسات قرآنية**، از: محمد عزة دروزة، القاہرة: مطبعة الاستقامة، طبع اول ۱۹۴۸ء۔

۲۔ **سیرت الرسول ﷺ من القرآن**، سید محمد رضوان اللہ، انتظام اللہ شہابی، کراچی: دائرۃ المعارف القرآنیۃ، طبع ۱۹۶۳ء۔

۳۔ سیرتِ رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں، عبد الماجد دریابادی (۱۸۹۲۔۱۹۷۷ء)، (اس کتاب پر مصنف کے پیش لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی زندگی میں شائع ہو گئی تھی۔ بعد میں ۱۹۸۲ء میں ''نقوش رسولؐ نمبر'' کی جلد اول ص۲۳۲۔۳۰۲ میں بھی اسے شامل اشاعت کیا گیا۔ ۲۰۰۳ء میں لاہور کے ادارہ ''تخلیقات'' نے اسے ''سیرت نبویؐ قرآنی'' کے نام سے شائع کیا ہے)۔

۴۔ **رسول اللہ ﷺ فی القرآن الکریم**، حسن کامل الملطاوی، القاہرۃ، دار المعارف، طبع دوم ۱۹۷۹ء۔

۵۔ **جمال مصطفی** -- سیرت نبی کریم ﷺ قرآن کی روشنی میں بترتیب نزول، عبد العزیز عرفی، کراچی: گیلانی پبلشرز۔ ۴ مجلدات، طبع اول بالترتیب ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء، ۱۹۷۹ء، ۱۹۸۰ء۔

۶۔ **شخصیة الرسول ﷺ ودعوته فی القرآن الکریم**، محمد علی الھاشمی، بیروت: عالم الکتب، طبع سوم ۱۹۸۳ء۔

۷۔ **ثنائے خواجہ**، بریگیڈیر گلزار احمدؒ، طبع اول ۱۹۹۴ء۔

۸۔ **تذکارِ نبی ﷺ** -- قرآنی آیات کی روشنی میں، عزیز ملک۔

۹۔ دلالۃ القرآن المبین علی ان النبی ﷺ افضل العالمین، عبد اللہ بن صدیق الغماری، طبع اول ۱۹۹۷ء۔

۱۰۔ حیاتِ رسولِ اُمّی ﷺ، خالد مسعود، لاہور: دار التذکیر، طبع اول۲۰۰۳ء۔(۱۰)

۱۱۔ حیات محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفیؒ، کراچی: دادا بھائی فاؤنڈیشن، طبع اول۱۹۹۰ء، طبع ثانی ۲۰۰۶ء، کراچی: دارالاشاعت۔

۱۲۔ مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، وہی مصنف، کراچی: دارالاشاعت، طبع اول۲۰۰۵ء۔

۱۳۔ اخلاقِ محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، وہی مصنف۔ یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی، تاہم اس کے جملہ مباحث 'السیرۃ' (کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز) کے شماروں (۱۵ تا ۲۰) میں چھ قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۴۔ سیرت رسول ﷺ قرآن کے آئینے میں، ڈاکٹر عبد الغفور راشد، لاہور: نشریات، طبع اول۲۰۰۶ء۔

مذکورہ بالا کتابوں میں سے بعض پر ڈاکٹر ایس۔ ایم زمان چشتی صاحب نے ایک مختصر مگر نہایت عالمانہ نقد و تبصرہ کیا ہے، جو ان کی کتاب ''نقوشِ سیرت'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس نقد میں انہوں نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ ''محض قرآن کریم کی آیات مبارکہ کی روشنی میں سیرت طاہرہ(علی صاحبھا الصلوٰۃ و التسلیم) پر کسی مبسوط و مربوط کتاب کی تالیف کہاں تک ممکن ہے؟''۔(۱۱)

اس سلسلہ میں موصوف اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ

> ''قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات مختلف مقامات پر منتشر ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ پر روشنی پڑتی ہے۔ حضور ﷺ کے حالات زندگی کا سب سے معتبر اور شک و شبہ سے پاک سرچشمہ بھی قرآن کریم ہی ہے مگر حدیث و سیر کی روایات سے مدد لیے بغیر نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کی مکمل قابل فہم تاریخی تصویر کھینچنا امر محال ہے، تاہم اس سلسلے میں حسن نیت سے کی گئی کوششیں جزائے خیر کی سزاوار ہیں، ان شاء اللہ''۔(۱۲)

قرآن اور پیغمبرؐ کا باہمی تعلق

قرآن کیا ہے اور پیغمبرؐ کا قرآن سے تعلق کس نوعیت کا ہے؟ اگر یہ واضح ہو تو اس نکتے کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ صرف قرآن ہی کی روشنی میں سیرت نگاری کیوں امر محال ہے۔

قرآن مجید میں بہت سے سائنسی، تاریخی اور جغرافیائی حقائق سے تعرض کیا گیا ہے، مگر اس کے باوجود یہ سائنس کی کتاب ہے نہ تاریخ اور جغرافیہ کی۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کتابِ ہدایت بنا کر

نازل کیا ہے، اس کی ہر آیت، ہر خطاب اور ہر مضمون کی تہہ میں انسانوں کو کوئی نہ کوئی ہدایت دی جا رہی ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کے وہ حصے جن میں مختلف قوموں اور لوگوں کی حکایات و قصص کا بیان ہے، وہاں بھی قرآن مجید نے اُسی پہلو کو زیادہ اُجاگر کیا جو انسانوں کی اصلاح و ہدایت سے تعلق رکھتا تھا۔(۱۳)

یہ بات کہ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے، سامنے رکھتے ہوئے بعض اہل علم نے قرآن مجید کے بنیادی موضوعات متعین کرنے کی کوشش کی ہے(۱۴)، مگر ان میں سے کسی نے بھی سیرت کو قرآن کا بنیادی موضوع قرار نہیں دیا، گو کہ سیرت سے متعلقہ بہت سی معلومات قرآن مجید میں جا بجا دکھائی دیتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ سیرت سے متعلقہ قرآنی حصوں میں بھی وہی مقصد غالب ہے جو قرآن مجید کو مجموعی اعتبار سے 'کتابِ ہدایت' کی شکل میں پیش کرتا ہے اور پیغمبرؐ کا قرآن سے اصل اور بنیادی تعلق اس کے شارح کا ہے، مثلاً قرآن مجید میں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ عبادات کے بارے میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ عبادات کیسے بجا لائی جائیں، ان کی توضیح اس وقت تک ممکن نہ تھی جب تک کہ عملی طور پر یہ کر کے دکھا نہ دی جاتیں۔اللہ تعالیٰ نے خود دنیا میں لوگوں کے سامنے آ کر یہ سب کچھ عملی طور پر کر کے نہیں دکھایا اور نہ ہی اللہ سے یہ توقع کرنی چاہیے، البتہ اس کی بجائے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ جیسی مثالی شخصیت کا انتخاب کر کے انہیں نبوت و رسالت سے مشرف فرمایا، ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اپنی عبادت سے متعلقہ اَحکام کی تفصیل سے انہیں آگاہ کر کے ان کے قول و فعل کو اُمت کے لیے دین بنا دیا۔ گویا پیغمبرؐ کا قرآن سے تعلق ایک ایسے شارح کا ہے جسے خود اللہ نے شرح و تبیین کا منصب سونپا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [سورۃ النحل: ۴۴]

''اور (اے نبیؐ) ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپؐ لوگوں کے لیے اس چیز کو واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔''(۱۵)

قرآن مجید میں جہاں بھی آپ ﷺ کا تذکرہ موجود ہے، وہاں دِقت نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ پہلو کہ آپ ﷺ اللہ کی طرف سے مقرر کیے گئے شارحِ قرآن کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کے ذریعے امت کو دینی تعلیمات سے روشناس کرانا مقصود تھا، آپ سے آپ نمایاں ہوتا چلا جائے گا، مثلاً وہ آیات جن میں آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ یا آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا ذکر ہے، ان میں یہی مقصد کارفرما ہے۔ اسی طرح دیگر آیات جن میں آپ ﷺ کا تذکرہ پایا جاتا ہے، وہاں بھی سیاق و سباق صاف بتا دیتا ہے کہ آپ ﷺ کا تذکرہ دینی تعلیمات ہی کے پس منظر میں کیا گیا ہے

اور اگر اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے عہد کے بعض واقعات یا غزوات یا آپ کا مقام و مرتبہ یا خلق عظیم پر روشنی ڈالی گئی ہے تو صرف اس لیے کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کے ذریعے دینی تعلیمات امت کو منتقل کرنا مقصود تھا۔

﴿فَاِنَّ خُلُقَ نَبِیِّ اللّٰہِ کَانَ الْقُرْآنَ﴾ حدیث کی وضاحت

سعد بن ہشام بن عامر نے حضرت عائشہؓ کے پاس آ کر یہ سوال کیا کہ ''مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق و کردار کے بارے میں بتایئے؟'' تو حضرت عائشہؓ نے کہا: ''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا:

﴿فَاِنَّ خُلُقَ نَبِیِّ اللّٰہِ کَانَ الْقُرْآنَ﴾

''قرآن مجید ہی تو اللہ کے نبی ﷺ کا اخلاق تھا۔''(۱۶)

بعض سیرت نگاروں نے قرآن کی روشنی میں سیرت نگاری کے سلسلہ میں مذکورہ بالا حدیث سے اپنے ادعاء کے لیے استدلال کیا ہے، اور اس کا مفہوم یہ سمجھا ہے کہ قرآن ہی سیرتِ رسول ﷺ کا بیان ہے، حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں کہا گیا ہے، وہ سب اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں عملاً موجود تھا کیونکہ آپ ﷺ صرف زبانی طور پر قرآن مجید کی تعلیم دینے ہی نہیں آئے تھے بلکہ آپ ﷺ اپنی امت کے لیے ایک عملی نمونہ بنا کر بھی بھیجے گئے تھے۔ اس لیے قرآن مجید میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، آپ ﷺ خود سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر ان پر عمل کرتے تھے۔ جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، آپ ﷺ خود سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ان سے اجتناب فرماتے تھے۔ جن صفاتِ حسنہ کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے، آپ ﷺ سب سے پہلے اپنے آپ کو ان سے متصف فرماتے تھے۔ جن اخلاقِ سیئہ سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، آپ ﷺ خود سب سے پہلے ان سے اجتناب فرماتے اور دوسروں کے لیے بھی انہیں ناپسند فرماتے تھے۔(۱۷)

ابوالخیر کشفیؒ صاحب کی تصنیفاتِ سیرت اور مآخذِ سیرت

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صاحبؒ بنیادی طور پر ایک ادیب، نقاد اور شاعر تھے، مگر آپ کی خوش قسمتی کہ نعتیہ شاعری اور سیرت نگاری کی بدولت سیرت نگاروں کی فہرست میں بھی آپ کا نام شامل ہو گیا ہے۔ آپ کی سیرت نگاری کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ کتب سیرت

۲۔ مضامین سیرت
۳۔ کتب سیرت کے مقدمے، دیباچے، فلیپ اور تبصرے
۴۔ نعت اور تنقید نعت(۱۸)

آپ نے سیرت پر تین مستقل کتابیں لکھی ہیں جن کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

۱۔ حیات محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں
۲۔ مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں
۳۔ اخلاق محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں۔(۱۹)

یہ تینوں کتابیں سیرت کے تین مختلف حصے قرار دیے جا سکتے ہیں جیسا کہ مصنف اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''کوئی تیس سال پہلے حضرت عائشہؓ کا یہ قول پڑھتے ہوئے کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ ذہن میں خیال آیا کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت قرآن حکیم کی روشنی میں قلم بند کی جائے، وہ کوئی نیک ساعت تھی کہ یہ خیال ذہن میں راسخ ہوتا گیا اور پھر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے یہی نکتہ سامنے رہتا، کتاب کی ترتیب بھی ذہن میں واضح ہوتی گئی کہ سیرت سے متعلق کتاب کے تین حصے ہوں''۔
پہلا حصہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق ہو، دوسرے حصے میں آپ ﷺ کے فضائل و کمالات کتاب اللہ کی روشنی میں پیش کئے جائیں، اور تیسرا حصہ آپ ﷺ کے خلق عظیم کے بارے میں ہو(۲۰)۔

ان تینوں کتابوں کے عنوانات سے بظاہر یہ تأثر ملتا ہے کہ کشفی صاحب نے ان کتابوں میں درج مباحث کے لیے صرف قرآن ہی کو بنیاد بنایا ہو گا اور دیگر مآخذ سیرت سے استفادہ نہیں کیا ہو گا اور پھر اس تأثر کے نتیجہ میں یہ سوال بھی ابھرتا ہے کہ کیا وہ ان مآخذ کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے تھے؟

ان کتابوں کا مطالعہ مذکورہ بالا تأثر اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے سوال دونوں ہی کی نفی کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ کشفی صاحب نے نہ صرف ان تین کتابوں میں بلکہ اپنی دیگر تصانیف اور مضامین میں بھی سیرت کے دیگر مآخذ یعنی کتب حدیث و کتب سیرت وغیرہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرویات سیرت خواہ ان کا استناد کتبِ حدیث سے ہو یا

کتبِ تاریخ و سیر، کی اہمیت کو قطعی طور پر تسلیم کرتے ہیں، جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے واضح ہو گا۔

۱۔ حیاتِ محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں

اس کتاب کا جو تصنیفی پس منظر کشفی صاحبؒ نے لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کشفی صاحبؒ نے سب سے پہلے ''حیاتِ محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں'' سے سیرت نگاری کا آغاز کیا۔ گو کہ یہ ایک مستقل تصنیف ہے، مگر اس کی اشاعت شروع میں (سیارہ ڈائجسٹ لاہور کے کسی شمارہ میں) ایک مضمون کی شکل میں سامنے آئی، پھر یہی تحریر مختصر کتابچہ کی شکل میں ''عکس محمدیؐ قرآن کے آئینہ میں'' کے عنوان سے شائع ہوئی اور پھر ستمبر۱۹۹۰ء میں مزید حک و اضافہ کے بعد یہی تحریر درمیانے سائز کے تین سو بیس صفحات پر مشتمل ایک مکمل کتاب کی صورت میں منصۂ شہود پر آئی، جس کی اشاعت ثانی بغیر کسی اضافہ و ترمیم کے اپریل۲۰۰۶ء میں کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے ہوئی ہے۔

اس تالیف کا بنیادی محرک جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ ''میری تمنا ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ حضور ﷺ کے سیرت نگاروں اور مداحوں میں میرا شمار بھی ہو''۔(۲۱)

کتاب کے مندرجات

اس کتاب میں مصنف نے سیرت کے تمام اہم پہلوؤں کو اختصار و جامعیت کے ساتھ مرحلہ وار ترتیب میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے، جیسا کہ اس کے مندرجات سے نمایاں ہے:

۱۔ دعائے خلیل و نوید مسیحا
۲۔ عرب قبل از اسلام
۳۔ تلاش حق
۴۔ بعثت
۵۔ دعوت حق اور اس کی مخالفت
۶۔ جماعت مومنین، ظلم کا مقابلہ زبان اور صبر سے
۷۔ مکی زندگی کے اہم باب
۸۔ ہجرت حبشہ
۹۔ ہجرت نبوی ﷺ
۱۰۔ یثرب سے مدینہ نبویؐ تک
۱۱۔ تأسیس ریاست اور تحویل قبلہ

۱۲۔ حکم جہاد

۱۳۔ غزوۂ بدر

۱۴۔ غزوۂ احد

۱۵۔ احد سے احزاب تک

۱۶۔ غزوۂ احزاب

۱۷۔ غزوۂ بنی قریظہ سے واقعہ افک تک

۱۸۔ صلح حدیبیہ

۱۹۔ صلح حدیبیہ کے بعد عالم گیر دعوت اور فتح خیبر

۲۰۔ فتح مکہ تک

۲۱۔ فتح مکہ

۲۲۔ غزوۂ حنین

۲۳۔ وفد نجران

۲۴۔ تربیت کے اعلیٰ تر مرحلے اور ایلاء وتخییر

۲۵۔ غزوۂ تبوک

۲۶۔ غزوۂ تبوک کے بعد

۲۷۔ حجۃ الوداع

۲۸۔ عالم جاوید کی جانب

مذکورہ بالا فہرست کے مندرجات ہی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ مصنف نے سیرت کے اہم پہلوؤں کا مرحلہ وار ترتیب کے ساتھ احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس سلسلہ میں موضوع کی مناسبت سے کتاب کا آغاز قرآن مجید کی چند آیات (سورۃ الاحزاب۴۰تا۴۷) سے کیا گیا ہے جن میں نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین، بشیر و نذیر اور سراج منیر ہونے، اور اہل ایمان کے لیے آپ کی نبوت و رسالت اللہ کا فضل کبیر ہونے کا بیان ہے۔ لیکن ان آیات کا ترجمہ نہیں دیا گیا جو اردو دان طبقہ کے لیے ضروری تھا۔ پھر اس کے بعد مذکورہ بالا فہرست کے مطابق مصنف نے مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہے جو پوری روانی و سلاست کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور آخری صفحہ تک اس کی ادبی چاشنی میں کمی واقع ہونے کا نام نہیں لیتی۔

اس کتابِ سیرت میں اگرچہ اپنے موضوع و عنوان کی مناسبت سے ہر ہر صفحہ پر قرآن مجید کی آیات سے استشہاد و استدلال کی مثالیں دکھائی دیتی ہیں جو اس کا بات بین ثبوت ہیں کہ قرآن مجید

بھی سیرت کے بہت سے پہلوؤں سے تعرض کرتا ہے اور اس لحاظ سے سیرت کا ایک اہم ترین مأخذ قرار پاتا ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے سیرت کے دیگر مآخذ سے صرف نظر نہیں کیا، اور نہ ہی یہ ان کے لیے اور نہ ہی سیرت پر لکھنے والے کسی بھی صاحب علم کے لیے ممکن تصور کیا جا سکتا ہے، چنانچہ مصنف نے سیرت کے دیگر مآخذ مثلاً کتبِ احادیث، کتبِ سیر و تواریخ سے بھی برابر استشہاد و استدلال کیا ہے۔

اس کتاب میں مصنف کا طرزِ نگارش یہ ہے کہ وہ جو بات بیان کرنا چاہتے ہیں، اس کے لیے پہلے حدیث، سیرت اور تاریخ کی مرویات کی روشنی میں ایک سیاق یا خاکہ اور پس منظر قائم کرتے ہیں اور پھر قرآن کی منتخب آیات سے استدلال کرتے ہوئے اپنی بات کو مدلل انداز میں پیش کر دیتے ہیں۔

۲۔ مقامِ محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں

یہ کتاب کشفی صاحبؒ کے منصوبۂ سیرت کا دوسرا حصہ ہے، اس کے مضامین 'السیرۃ' (کراچی) کے شماروں میں سلسلہ وار شائع ہوئے۔ بعد ازاں یہی مضامین دارالاشاعت کراچی سے درمیانہ درجہ کے دو سو چالیس صفحات پر مشتمل کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔

اس کتاب کے مندرجات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ مقدمۃ الکتاب
۲۔ مقامِ محمد ﷺ قرآن کریم کے آئینے میں
۳۔ اہل ایمان سے پہلا خطاب
۴۔ ادبِ رسولِ کریم ﷺ کے پہلو
۵۔ رسالت و نبوت
۶۔ تنذیر و تبشیر
۷۔ شاہد
۸۔ عبدیت......معراجِ انسانیت
۹۔ رحمۃ للعالمین اور کافۃ للناس
۱۰۔ قرآنِ حکیم۔ رفع ذکرِ محمد عربی ﷺ کی ربانی دستاویز
۱۱۔ رفعِ ذکر
۱۲۔ آپ ﷺ کی جان کی قسم

۱۳۔ صاحب خیرِ کثیر
۱۴۔ رسول اکرم ﷺ۔ مومنوں پر اللہ کا احسان
۱۵۔ امتیازی تخاطب جس میں کوئی شریک نہیں
۱۶۔ عبد کامل، ہادیٔ اعظم، مطاع
۱۷۔ داعی الی اللہ اور سراج منیر
۱۸۔ اول المؤمنین، صاحب اور اولیٰ

مقدمۃ الکتاب کو مصنف نے ''مقام محمد ﷺ احادیث کی روشنی میں'' کا عنوان دیا ہے اور اس حصہ میں انہوں نے ان احادیث کی روشنی میں تفصیلات سپرد قلم فرمائی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کا بیان ہے۔ اور اس تحریر کی وجۂ تالیف غالبًا یہ تھی کہ آپ اس شبہ کو دور کرنا چاہتے تھے جو اس کتاب کے عنوان ''مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں'' سے پیدا ہوتا ہے کہ شاید اس میں احادیث سے استناد نہیں کیا گیا ہو گا۔

اس کے بعد مصنف نے بقیہ تمام عنوانات کے تحت قرآن مجید کی مختلف آیات کا انتخاب کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ پر نہایت دل پذیر انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ موضوعِ کتاب کی مناسبت سے ایک دو اقتباس ذرا ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ رفع ذکر کے عنوان کے تحت مصنف مرحوم لکھتے ہیں:

قرآن عظیم محمد ﷺ کے ذکر گرامی کی بلندی کی جاوداں دستاویز ہے۔ ان کو نبیؐ بنا کر ہماری طرف بھیجنے والے نے فرمایا:

﴿**ورفعنا لک ذکرک**﴾ [سورۃ الانشراح: آیت ۴]

اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے ذکر کو بلند کیا۔

اور یہ بات اس وقت کہی گئی، اور اس وقت یہ بشارت اطمینان قلب کے لیے دی گئی جب مکۂ مکرمہ آپؐ کی شدید ترین مخالفت کا مرکز تھا، جب آپؐ کی بات تالیوں کی گونج، بے ہنگم قہقہوں اور طنز و استہزاء کے شور میں دبانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی تھی۔ جب مکہ کا ہر ذرہ اسلام دشمنی کی مہم میں شریک معلوم ہوتا تھا، جب طاغوت سوز آواز اور پیغام کو سحر، شاعری اور کہانت کہہ کر رد کیا جا رہا تھا۔ جب سرورِ کائنات، فخر موجودات ﷺ اس مخالفت کے طوفان میں فطری اور بشری طور پر تنگی محسوس کرتے اور ایک بڑے بوجھ کا احساس فرماتے۔ اس فضا اور ماحول میں قرآن حکیم کی یہ سورۃ الم

نشرح نازل ہوئی۔(۲۲)

۲۔ اسی طرح مصنف ''اول المؤمنین، صاحب اور اولیٰ'' کے عنوان کے تحت ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ جو آدمی ہم سے بہت قریب ہو، ہمارے درمیان رہے، اس کی کوئی بات ہم سے ڈھکی چھپی نہ ہو تو یہ قربت اس کا احترام کم کر دیتی ہے، لیکن انبیائے کرام اور ہادیٔ اعظم ﷺ کا ایک عظیم معجزہ یہ ہے کہ اس قربت نے ان کے احترام اور ان سے محبت میں اضافہ ہی کیا ہے، اس رشتے کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کا صاحب قرار دے کر بیان کیا ہے، یعنی وہ ذات جو امت کے ساتھ وابستہ اور پیوستہ ہے، سورۂ نجم کا آغاز یوں ہوا:

﴿والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ﴾ [سورۃ النجم: ۱، ۲]

قسم ہے گرتے ہوئے ستارے کی، تمہارے صاحب(ساتھی) نے نہ راستہ گم کیا ہے اور نہ وہ ٹیڑھے راستے پر ہے۔(۲۳)

۳۔ اخلاقِ محمد ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں

یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی، تاہم اس کے جملہ مباحث 'السیرۃ' (کراچی) کے شماروں (۱۵ تا ۲۰) میں چھ مفصل قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی ضخامت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب سابقہ دونوں کتابوں سے مفصل ہو گی۔ اور اس کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی سیرت کے تمام اہم مآخذ یعنی قرآن مجید، کتبِ احادیث و سیر وغیرہ سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے اور ''حیات محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں'' کی طرح اس میں بھی مرحلہ وار ترتیب کے ساتھ واقعات سیرت کا انتخاب کیا گیا ہے، تاہم ''حیات محمدی ﷺ'' کے مقابلہ میں اس کتاب میں موضوع کی مناسبت سے مصنف کا اصل ہدف یہ رہا ہے کہ قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ نمایاں اور عام کیا جائے۔

سیرت نگاری میں مصنف کا قرآن مجید سے استفادہ

مذکورہ بالا تینوں کتابوں میں واقعاتِ سیرت کے حوالے سے قرآن مجید سے استدلال مصنف کی اولیں ترجیح رہی ہے، چنانچہ انہوں نے ان تصنیفات کے ذیلی عنوانات میں سے ہر عنوان کے تحت آیاتِ قرآن سے کسی نہ کسی درجہ میں استدلال ضرور کیا ہے۔ قرآن سے استدلال کرتے ہوئے

مصنف کا اسلوب بالعموم یہ رہا ہے کہ وہ متعلقہ آیات کو مکمل طور پر نقل کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کا ترجمہ بھی تحریر کر دیتے ہیں۔ البتہ چند ایک مقامات پر غالباً اختصار کی غرض سے آپ نے قرآنی آیات کی طرف محض اشارہ اور ان کا حوالہ نقل کر دینے پر بھی اکتفاء کیا ہے، مثلاً اپنی تصنیف ''حیات محمدی ﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں'' مصنف ''عرب قبلِ اسلام'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''قرآن حکیم میں عرب قبل اسلام کی کیفیت کئی مقامات پر پیش کی گئی ہے اور کتاب اللہ کی روشنی میں عربوں کی زندگی کے کئی پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً ان کی باہمی لڑائیاں جن کو اسلام نے ایسی محبت میں بدل دیا کہ وہ اسلام لانے کے بعد آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ ا۔ اخلاقی حالت کا اندازہ سود، ۲۔ قرعہ اندازی، ٹوٹکے اور ٹونے، ۳۔ اور جنسی معاملات میں بے راہ روی (مثلاً دو بہنوں کا 'نکاح' میں جمع کرنا) سے ہو سکتا ہے، ۴۔ عبادت کا یہ انداز کہ برہنہ ہو کر طواف کرتے اور سیٹیاں بجاتے، ۵۔ اور دوسری طرف یہ انتہا پرستی کہ سفر حج میں کسب معاش کو ممنوع قرار دے رکھا تھا، ۶۔مشرکین عرب کا ذہن کتنے ہی اوہام و توہمات میں گرفتار تھا۔ انہیں اوہام کے تحت وہ جانوروں کے کان چیر کر انہیں اپنے ''خداؤں'' کے نام وقف کر دیتے۔(۲۴)

مذکورہ بالا مختصر سے اقتباس میں مصنف نے سات قرآنی حوالہ جات کی طرف اشارہ کیا ہے اور حواشی میں ان ساتوں مقامات کی آیات کو ان کی سورتوں اور آیات نمبر کے ساتھ تحریر کر دینے پر اکتفاء کیا ہے، ماسوا حوالہ نمبر ایک کے، جس میں آپ نے متعلقہ آیت کا متن ذکر کئے بغیر ترجمہ تحریر کیا ہے۔

سیرت نگاری میں مصنف کا دیگر مآخذِ سیرت سے استفادہ

سیّد کشفی صاحبؒ نے سیرت نگاری میں قرآن مجید کو سب سے نمایاں مآخذِ سیرت کی حیثیت دی ہے، کیونکہ سیرت نگاری کے آغاز سے پہلے ہی ان کے ''ذہن میں خیال آیا کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت قرآن حکیم کی روشنی میں قلم بند کی جائے''۔(۲۵)

اور وہ یہ اقرار کرتے تھے کہ ''قرآن حکیم میں نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ، مرتبہ عظیم اور اخلاق کے کتنے ہی پہلو اور گوشے سمٹ آئے ہیں''۔(۲۶)

مگر انہوں نے یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا کہ سیرت کی جملہ تفصیلات صرف اور صرف قرآن ہی میں ہیں، بلکہ اس کے برعکس وہ سیرت کے دیگر مآخذ میں موجود مواد کو بھی اہمیت دیتے تھے، چنانچہ

احادیث میں موجود موادِ سیرت کے حوالے سے مصنف لکھتے ہیں کہ ''احادیث میں آپ ﷺ نے جو کچھ اپنی ذاتِ مبارکہ کے بارے میں فرمایا ہے وہ تکمیل فرائضِ رسالت کا ایک حصہ ہے۔ اسمائے نبی ﷺ، اخلاق و شمائل نبی ﷺ اور فضائل سید المرسلین ﷺ مجموعہ ہائے حدیث کے مستقل ابواب ہیں''۔(۲۷)

اسی طرح روایاتِ حدیث کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مصنف رقم طراز ہیں:

> قرآن مجید کے احکام کی علمی و عملی تشریح و تفسیر حضرت رسالت مآب ﷺ نے اپنی زبان مبارک اور عمل کامل کے ذریعے فرمائی۔ نماز کے اوقات، نماز کے اجزاء، زکوٰۃ کا نصاب، حج کے مناسک سے لے کر آدابِ نشست و برخاست، گفتگو، باہمی معاملات تک زندگی کے ہر گوشے اور پہلو کے بارے میں آپ ﷺ نے قیامت تک کے لئے ہماری راہیں منور فرما دیں۔(۲۸)

مصنف نے اپنی مذکورہ تصانیف میں سب سے زیادہ قرآن اور حدیث سے استفادہ کیا ہے، ان دو کے علاوہ جہاں تک دیگر مآخذِ سیرت بالخصوص کتبِ سیرت و تاریخ کا تعلق ہے، موصوف نے ان سے بھی حتی الامکان استفادہ کیا ہے، مگر پہلے دو مآخذ کے مقابلہ میں نسبتاً بہت کم۔ اس لیے کہ آپ نے ان مآخذ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا۔

مصنف کا عاجزانہ پہلو

مصنف مرحوم نے تصنیف نگاری کا آغاز نہایت عجز و انکساری سے کیا ہے، جیسا کہ آپ سیرت پر اپنی پہلی تصنیف میں لکھتے ہیں: ''میری تمنا ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ حضور ﷺ کے سیرت نگاروں اور مداحوں میں میرا شمار بھی ہو''۔(۲۹)

اسی طرح سیرت پر دوسری مستقل کتاب ''مقام محمد ﷺ'' میں آپ لکھتے ہیں:

> اللہ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے سیرت نگارانِ رسول کریم ﷺ کی صف میں شمولیت کا اعزاز عطا کیا، میری مثال اس بڑھیا کی سی ہے، جو سوت کی انٹی لے کر یوسفؑ کی خریداری کو نکلی تھی، میرے پاس نہ علم ہے نہ وہ سلیقہ جو سیرت نبوی ﷺ کا احاطہ کر سکے، ہاں وہ دل ضرور ہے جو اس اسم گرامی کی تکرار سے دھڑکتا ہے، اور اس دھڑکن کو اپنی زندگی سمجھتا ہے، جن کے مقام کا یہ تذکرہ ہے، ان کا یہ قول دل کی ڈھارس بندھاتا ہے کہ انما الاعمال بالنیات.(۳۰)

مصنف اپنی کتاب سیرت یعنی ''مقام محمد ﷺ'' کا علمی درجہ خود ہی متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اس کتاب کی تالیف میں کئی طویل وقفے آئے، اور راقم الحروف کو پوری طرح احساس ہے کہ اس وقفے سے کتاب کی صورت وہ نہ ہو سکی جو میرے پیش نظر تھی، بہرحال سیرت سے متعلق ہر کوشش نقش ناتمام ہی رہتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ فہم قرآن کی کوئی درجہ بندی نہیں کی جا سکتی۔(۳۱)

نیز لکھتے ہیں:

> نبی اکرم ﷺ کے مقام کے کسی [کذا۔ صحیح: کئی] گوشے اس مطالعے میں نہیں آ سکے جو قرآن حکیم میں موجود ہیں، لیکن کام بہت ہے اور وقت شاید اتنا زیادہ نہیں، اس لیے دوسرے حصے کو میں نے اشاعت کے قابل سمجھ کر عزیز الرحمٰن صاحب کے سپرد کیا، تاکہ اس مطالعے کے تیسرے حصے یعنی اخلاق محمد ﷺ کا کام شروع کر سکوں۔ حضورؐ کی عظمت اور سیرت کے نئے نئے پہلو اور گوشے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نظروں کے سامنے آتے جائیں گے، کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت کا دامن قیامت سے جڑا ہوا ہے۔(۳۲)

مصنف کی تصنیفاتِ سیرت میں چند توجہ طلب پہلو

ابوالخیر کشفی صاحبؒ کی تصنیفات سیرت اور ان کے مندرجات کا تعارف، ان کی سیرت نگاری کا منہج و اسلوب اور ان کا مآخذ سیرت سے استفادہ کا پہلو کسی قدر سامنے آ چکا ہے۔ ذیل میں ہم ان کی تصنیفاتِ سیرت کے چند توجہ طلب پہلو بیان کرنا چاہیں گے۔

ا۔ حوالہ جات کے اہتمام کا مسئلہ

مصنف مرحوم کی کتابوں میں اگرچہ حوالہ جات کے اہتمام کی کوشش کی گئی ہے، مگر اس کے باوجود بہت سے مقامات ایسے بھی ہیں جہاں حوالہ جات کا اہتمام نہیں کیا جا سکا، مثلاً:

ا۔ ''حیات محمدی ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں'' میں اکثر و بیشتر مقامات پر قرآنی آیات کے علاوہ دیگر مآخذ جن سے مصنف نے بکثرت استفادہ کیا ہے، کے حوالہ جات کا اہتمام تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، چنانچہ اس سلسلہ کا پہلا حوالہ صفحہ نمبر۶۲ پر آتا ہے۔ اس کے بعد بھی صورتحال کم و بیش اسی جیسی ہے۔ اس کے پہلے اور دوسرے نئے ایڈیشن دونوں میں یہ کمی موجود ہے۔

۲۔ مصنف نے اپنی کتاب ''مقام محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں'' کے ''پیش گفتار'' میں اگرچہ یہ لکھا ہے کہ ''اس کے حواشی کی صحت اور تفصیل کا کام عزیزی سید عزیز الرحمٰن سلمہ نے انجام دیا، اور مجھے اس طرف سے بے نیاز کر دیا''،(۳۳)

مگر اس کے باوجود اس میں بہت سے مقامات پر حوالہ جات ضرورت کے باوجود پیش نہیں کیے جا سکے، ایسے چند مقامات کے لیے دیکھیے: صفحہ ۶۹، ۹۹، ۱۰۵، ۱۲۳، ۱۳۱، ۱۶۶، ۱۶۸، وغیرہ۔

۳۔ یہی صورتحال آپ کی تیسری زیرطبع کتاب ''اخلاق محمدی ﷺ'' کے ان مضامین میں دکھائی دیتی ہے جو مجلۃ ''السیرۃ'' میں قسط وار چھپ چکے ہیں۔

۲۔ ثانوی مصادر پر اکتفاء

مصنف نے اپنی تصنیفات میں بعض مقامات پر اصلی مصادر کی طرف رجوع کرنے کی بجائے ثانوی مصادر پر بھی اکتفاء کیا ہے، مثلاً:

۱۔ حیات محمدی ﷺ میں آپ نے زیادہ تر ثانوی مصادر سے استفادہ کیا ہے، مثلاً دیکھیے: اسی کتاب کا صفحہ ۶۳، ۷۳، ۷۵، ۹۵، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۹۲، ۱۹۸، وغیرہ۔

ثانوی مصادر کے سلسلہ میں آپ کے پیش نظر یہ کتابیں رہی ہیں:

۱۔ سیرت النبی ﷺ، از: شبلی نعمانیؒ

۲۔ نبی رحمت ﷺ، از: میاں علی ندویؒ

۳۔ مدارج النبوۃ، از: شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ

۴۔ بیان القرآن، از: مولانا اشرف علی تھانویؒ

۵۔ معارف القرآن، از: مفتی محمد شفیعؒ

۶۔ تفہیم القرآن، از: مولانا مودودیؒ

۲۔ مقام محمد ﷺ میں بھی مصنف نے ثانوی مصادر پر بکثرت اکتفاء کیا ہے۔ اس سلسلہ کی بعض مثالوں کے لیے دیکھیے: ص۵۵، ۵۸، ۶۹، ۷۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۱۰۶، ۱۷۷، وغیرہ۔

۳۔ ''اخلاقِ محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں'' کے سلسلہ کے مطبوعہ مضامین میں بھی ایسی مثالوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔

۳۔ محلِ اختلاف چیزیں

مصنف نے اپنی تصنیفاتِ سیرت میں جو کچھ لکھا ہے، خوب لکھا ہے، مگر ان میں بعض چیزیں

خاص کر بعض روایات کمزور درجہ کی در آئی ہیں اور بعض باتیں محلِ اختلاف یا کم از کم توضیحِ مزید کی محتاج بھی معلوم ہوتی ہیں۔ ذیل میں اس سلسلہ کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ مصنف نے مقام محمد ﷺ اور اخلاق محمد ﷺ دونوں میں وہ مشہور عام واقعہ نقل کیا ہے جس میں ہے کہ بشر نامی ایک منافق اور ایک یہودی میں کسی بات پر جھگڑا ہوا، وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دونوں کے دعوے سنے، اور یہودی کو حق پر پا کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق نے یہودی سے کہا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں چلو عمر بن خطاب سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ اس مقدمہ میں یہودی کے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں تو وہ گھر میں داخل ہوئے، تلوار لی اور آ کر منافق کا سر قلم کر دیا کہ یہ فیصلہ نبویؐ تسلیم نہ کرنے کی سزا ہے۔(۳۴)

اس واقعہ کو مصنف نے تفسیر روح المعانی کے حوالے سے نقل کیا ہے، مگر اس کی استنادی حیثیت جو سخت مجروح قرار دی جاتی ہے، سے کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ اسے تائیداً نقل کر دیا ہے۔(۳۵)

۲۔ اسی طرح ''مقام محمد ﷺ'' کتاب میں مصنف لکھتے ہیں کہ ''نبی اکرم ﷺ کے رعب اور نصرت کی علامت آپ ﷺ کی پیدائش سے متعلق روایات ہیں۔ آتش کدہ فارس ٹھنڈا پڑ گیا اور کسریٰ کے محل کے کنگرے لرز گئے''۔(۳۶)

ان روایتوں کی استنادی حیثیت کی توضیح کی ضرورت ہے، اس لیے کہ زیادہ تر محققین ایسی روایات کو کمزور قرار دیتے ہیں۔(۳۷)

۳۔ مصنف شفاعت کے ضمن میں ایک نکتے کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''دنیا کے آئین و دساتیر میں صدر یا کسی اور مجاز ادارے کو موت کی سزا کو معاف کر دینے کا حق حاصل ہوتا ہے''۔ (۳۸)

یہاں سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے مذکورہ بالا بات تائیدی انداز میں لکھی ہے، جبکہ اس بات کی توضیح یقیناً ضروری تھی کہ اسلامی نقطۂ نظر سے اس اختیار کے حدود و ضوابط کیا ہیں۔ عدم توضیح کی وجہ سے اس سے غلط فہمیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۴۔ مصنف نے بعض جگہ اللہ کی مشیت کے لیے ''مشیتِ ایزدی'' کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔(۳۹)

لفظ 'خدا' کا استعمال تو اہل علم کے ہاں بغیر کسی بڑے اختلاف کے گوارا کر لیا جاتا ہے، مگر 'یزد'،

'یزدانی' اور 'مشیتِ ایزدی' وغیرہ جیسی اصطلاحات کو محققینِ اہل علم کے ہاں قبول عام حاصل نہیں ہو سکا۔ ایسی مشتبہ اور مختلف فیہ اصطلاحات سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ سیرت کے مآخذ و مصادر کی تفصیلات کے حوالے سے دیکھیے:

۱۔الزہرانی، ضیف اللہ بن یحییٰ، مصادر السیرة النبویة، مدینہ منورہ: مجمع الملک فھد، س ن۔

۲۔العمری،اکرم ضیاء، السیرة النبویة الصحیحة، مدینہ منورہ، مکتبۃ العلوم و الحکم، طبع پنجم۱۹۹۳ء۔

۳۔مھدی رزق اللہ، السیرة النبویة فی ضوء المصادر الاصلیة، ریاض: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیة، طبع اول۱۹۹۲ء۔

۴۔ البکری، محمد انور بن محمد، مصادر تلقی السیرة النبویة، مدینہ منورہ: مجمع الملک فھد، س، ن۔

۵۔ فاروق حمادہ، مصادر السریة النبویة و تقویمھا، دار الثقافۃ: الدار البیضاء، طبع اول۱۴۰۰ھ۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: محمد عزۃ دروزۃ، سیرة الرسول ﷺ -- صور مقتبسة من القرآن الکریم وتحلیلات و درسات قرآنیة، القاہرۃ: مطبعۃ الاستقامۃ، طبع اول ۱۹۴۸ء۔

۵۔ اس سلسلہ کی اہم کتب کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

۱۔ فاروق حمادہ، مصادر السریة النبویة و تقویمھا، دار الثقافۃ: الدار البیضاء، طبع اول۱۴۰۰ھ۔

۲۔الزہرانی، ضیف اللہ بن یحییٰ، مصادر السیرة النبویة، مدینہ منورہ: مجمع الملک فھد، س ن۔

۳۔العمری،اکرم ضیاء، السیرة النبویة الصحیحة، مدینہ منورہ، مکتبۃ العلوم و الحکم، طبع پنجم۱۹۹۳ء۔

۶۔ شبلی نعمانیؒ، سیرت النبیؐ، کراچی: سعید اینڈ سنز، تاجرانِ کتب، س ن، ج ۱، ص ۸۳، ۸۴

۷۔ اس کی ایک دلیل تو آپ کی تحریروں میں ان مصادر سے بکثرت استدلال و استفادہ کی مثالیں ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے اکثر و بیشتر اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ قرآن کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی سنت و حدیث بھی مأخذ دین ہے، مثلاً ''انکار حدیث و مصلحین متفرنجین'' کے عنوان سے انکار حدیث سے متعلقہ فتنہ کے جواب میں ایک جگہ دو ٹوک الفاظ میں آپ لکھتے ہیں:

قرآن کریم کے بعد یقیناً اور حتماً احادیث صحیحہ کا درجہ ہے اور بغیر کسی خوف و تأمل کے اس کا اعتراف

کر لینا چاہیے کہ حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور ہے جو ہمارے لیے دلیل اور حجت ہو سکتا ہے اور جس طرح ہم اپنے داخلی اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد ہیں، بالکل اسی طرح خارج کے اعتراضات میں بھی ان کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن حدیث ایک مدون و منضبط فن ہے، جس کے اصول و قواعد ہیں اور اس کی جمع و ترتیب کا کام صدیوں تک جاری رہا ہے، اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے مختلف طبقات و مدارج میں منقسم ہو گیا ہے۔ اس کی بنیاد انسانوں کی روایت پر تھی، اس لیے اصول شہادت و روایت کی بنا پر ضروری تھا کہ نقد و درایت کے اصول وضع کیے جاتے اور وضع کیے گئے۔ اس پورے کرۂ ارضی کے اندر جس میں انسان نے ہزارہا برس کے تجارب و محن کے بعد صدہا علوم و فنون تک رسائی حاصل کی ہے اور ہر قوم نے علم کی تفتیش و تدوین میں حصہ لیا ہے، بے خوف دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کسی علم و فن کو بھی انسانی دماغ نے اس درجہ منضبط اور سعی انسانی کی انتہائی حد تک مرتب و مہذب نہیں کیا، جیسا کہ علمائے سلف نے فن حدیث کو کیا اور یہ ایک مخصوص شرف و مزیت علمی ہے امت مرحومہ کی، جس میں دنیا کی کوئی قوم شریک و سہیم نہیں۔

(آزاد، ابوالکلام، رسول رحمتؐ، مرتب، غلام رسول مہر، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع اول ۱۹۷۰ء، ص۴۷۳، ۴۷۴)۔

۸۔ آزاد، محولہ بالا، ص۱۸۔ مولانا کی اسی تحریر میں آگے لکھا ہے کہ ''دہلی سے آ کر میں نے کچھ وقت اس میں صرف کیا اور ایک مستقل سیرتِ نبویہؐ مجرد قرآن حکیم سے ماخوذ و مستنبط شروع کر دی۔ جوں جوں قدم آگے بڑھتا گیا، نئے نئے دروازے کھلتے گئے اور امید و توقع سے کہیں زیادہ کامیابی ہوئی۔ گو حقیقت پہلے سے پیش نظر تھی حتیٰ کہ اس بارے میں بڑا ذخیرہ آیات کا ذہن میں مستحضر تھا، لیکن یہ بات تو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں گزری تھی کہ جس کتاب کو بظاہر جا بجا ذکر، احکام و مسائل وقصص گزشتگان سے مملو پاتے ہیں، اس میں اس قدر وافر ذخیرہ خاص شخص رسالت کے حالات و وقائع کا بھی موجود ہو گا۔ کتاب کے مرتب ہو جانے کے بعد جو دیکھا تو عجیب عالم نظر آیا۔ حیات و سیرت کا کوئی ضروری ٹکڑا ایسا نہیں جس کے لیے قرآن میں ایک سے زیادہ آیات نہ ہوں'' (ایضاً، ص۱۰)۔ لیکن راقم الحروف کی مولانا کی ایسی کسی کتاب تک رسائی نہیں ہو سکی جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے، نہ ہی غلام رسول مہر صاحبؒ نے مولانا کے مقالات سیرت مرتب کرتے ہوئے ایسی کسی کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ ممکن ہے مولانا نے اس سلسلہ میں کتاب کا مسودہ تیار کر لیا ہو، مگر اس کی اشاعت کی نوبت نہ آئی ہو اور وہ ان کے عہد کے ہنگامہ خیز حالات کی نذر ہو گئی ہو۔

۹۔ ایضاً، ص۱۸۔

۱۰۔ یہاں پیش کی گئی دیگر کتبِ سیرت کے مقابلہ میں اس کتاب کا فرق یہ ہے کہ اگرچہ اس میں بھی بنیادی طور پر سیرت کو قرآن ہی کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر مصنف نے پہلے ہی اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ ''میری یہ کوشش رہی ہے کہ کتبِ سیرت کی روایات سے بھی بھرپور استفادہ کروں'' (ص۱۲)۔

۱۱۔ چشتی، ڈاکٹر ایس۔ ایم زمان، نقوش سیرت، لاہور: پروگریسو بکس، طبع اول ۲۰۰۷ء، ص۱۴۱ وبعدہ۔

۱۲۔ ایضاً، ص۱۴۴۔ محترم زمان صاحب نے اس سلسلہ کی ایک کتاب ''سیرت رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں'' جو مولانا عبدالماجد دریابادی کی تصنیف ہے، کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اردو میں اس ادعاء کے ساتھ جو کچھ لکھا گیا ہے، اس میں مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کی ''سیرت رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں''۔۔خاصے کی چیز ہے اور شاید واحد کتاب ہے جو اس عنوان پر کمال حسن و لطافت کے ساتھ پوری اترتی ہے''۔ ایضاً، ص۱۴۹۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی کئی جگہوں پر بات کو مربوط و مدلل بنانے کے لیے مصنف دریابادیؒ روایتوں کا سہارا لینے پر مجبور واقع ہوئے ہیں۔

۱۳۔ ذیل میں چندایسی آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں قرآن مجید کو کتابِ ہدایت کہا گیا ہے:

(۱) : ﴿ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَ رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ [سورۃ البقرۃ:۲] ''یہ ایسی کتاب ہے کہ اس (کے کتاب اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ متقی لوگوں کے لیے راہ دکھانے والی ہے۔''

(۲) : ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾ [سورۃ البقرۃ :۱۸۵] ''رمضان وہ مہینا ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا، جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔''

(۳) : ﴿هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ [سورۃ آل عمران:۱۳۸] ''یہ (قرآن) تو لوگوں کے لیے بیان ہے اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ونصیحت ہے۔''

(۴) : ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ﴾ [سورۃ النحل :۸۹] ''ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور (یہ کتاب) ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔''

(۵) : ﴿تِلْکَ آیٰتُ الْقُرْآنِ وَکِتٰبٍ مُّبِیْنٍ هُدًی وَّ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ [سورۃ النمل :۲] ''یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور روشن کتاب کی۔ جو ہدایت اور خوشخبری ہے ایمان والوں کے لیے۔''

(۶) : ﴿تِلْکَ آیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ﴾ [سورۃ لقمان: ۳] ''یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں، جو نیکو کاروں کے لیے رہبر اور رحمت ہے۔''

(۷) : ﴿اِنَّهَا تَذْکِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ﴾ [سورۃ عبس:۱۱] ''یہ قرآن تو نصیحت کی چیز ہے، پس جو چاہے اسے قبول کرے۔''

۱۴۔ جیسا کہ علوم القرآن کی کتابوں میں اس سلسلہ میں بحث کی گئی ہے، اسی طرح شاہ ولی اللہؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''الفوز الکبیر'' میں قرآن کے علوم پنجگانہ پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۵۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے نبی کو یہ منصب بھی عطا فرمایا تھا کہ جو قرآن آپؐ پر نازل ہوا ہے، آپؐ لوگوں کے لیے اس کی تشریح بھی کریں۔ لہٰذا آپؐ نے صرف یہ قرآن ہی امت کو نہیں دیا بلکہ اللہ کے حکم سے اس کی شرح کے طور پر اضافی اَحکام بھی دیے ہیں جو آپؐ کی سنت کہلاتے ہیں۔ یہ اضافی اَحکام بھی چونکہ وحیِ الٰہی کی روشنی میں طے پائے ہیں، اس لیے سورۃ القیامۃ میں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کرتے ہوئے ارشادفرمایا: ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَابَيَانَهٗ﴾ [سورة القيامة:١٩] ''پھراس قرآن کی تبیین بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

۱۶۔ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب صلوٰة المسافرین، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنها او مرض، ریاض: دارالسلام، طبع دوم۱۹۹۸ء۔

۱۷۔ شارحین نے بھی اس حدیث کی یہی شرح فرمائی ہے، دیکھیے: نووی، ابوزکریا یحیٰی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت: دار احیاء التراث العربی، طبع دوم۱۳۹۲ھ، ج۶، ص۲۶۔

۱۸۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: سید عزیز الرحمٰن، ''سیرتِ طیبہ اور کشفی صاحبؒ''، در مجلۃ: السیر ۃ، کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، شمارہ ۲۰، ستمبر۲۰۰۸ء، ص۹۴۔

۱۹۔ مؤخر الذکر کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی، تاہم اس کے جملہ مباحث 'السیر ۃ' (کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز) کے شماروں (۱۵ تا ۲۰) میں چھ قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

۲۰۔ کشفی، محمد ابوالخیر، مقام محمدﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، کراچی: دار الاشاعت، طبع اول ۲۰۰۵ء، ص۷۔

۲۱۔ کشفی، ابوالخیر، حیاتِ محمدیﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، کراچی: دادا بھائی فاؤنڈیشن، طبع اول ستمبر۱۹۹۰ء، ص۷۔

۲۲۔ کشفی، ابوالخیر، مقامِ محمدﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، محولہ بالا، ص۱۵۳۔

۲۳۔ ایضاً، ص۲۳۷۔

۲۴۔ کشفیؒ، حیاتِ محمدیﷺ قرآن حکیم کی روشنی میں، محولہ بالا، ص۲۲۔

۲۵۔ کشفیؒ، مقام محمدﷺ، محولہ بالا، ص۷۔

۲۶۔ ایضاً، ص۱۳۔

۲۷۔ ایضاً، ص۱۳۔

۲۸۔ ایضاً، ص۱۲۔

۲۹۔ حیات محمدیﷺ، محولہ بالا، ص۷۔

۳۰۔ مقام محمد ﷺ، محولہ بالا، ص۹۔

۳۱۔ ایضاً، ص۸۔

۳۲۔ ایضاً، ص۹۔

۳۳۔ ایضاً۔

۳۴۔ مقام محمد ﷺ، محولہ بالا، ص۲۰۱۔ نیز دیکھیے: اخلاق محمد ﷺ، در مجلۃ: ''السیرۃ''، محولہ بالا، ستمبر۲۰۰۷ء، شمارہ ۱۸، ص۶۴۔

۳۵۔ اس روایت کی تخریج و تحقیق کے سلسلہ میں دیکھیے: زیلعیؒ، عبد اللہ بن یوسف بن محمد، **تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی تفسیر الکشاف للزمخشری**، الریاض: دار ابن خزیمہ، طبع اول۱۴۰۴ھ، ج۱، ص۳۳۰۔

۳۶۔ مقام محمد ﷺ، محولہ بالا، ص۴۱۔

۳۷۔ مثلاً دیکھیے: شبلی نعمانیؒ، محولہ بالا، ج۱، ص۵۳۔

۳۸۔ مقام محمد ﷺ، محولہ بالا، ص۲۳۔

۳۹۔ اخلاق محمد ﷺ، السیرۃ، محولہ بالا، ۱۸، ص۶۴۔

......☆......